مطالعہ حدیث کورس

دعوت دین

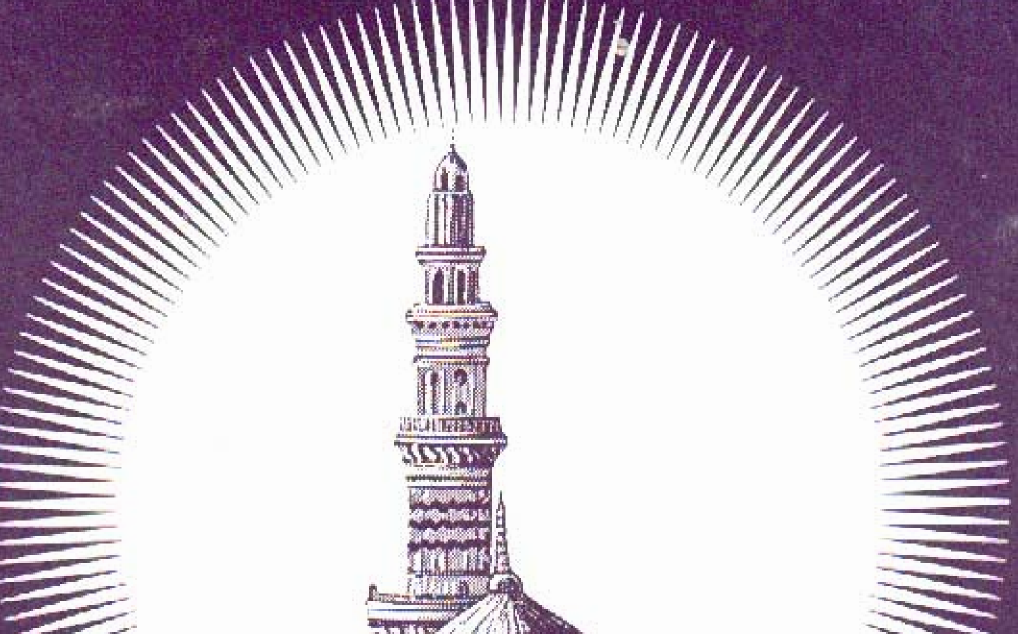

11

دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

مطالعہ حدیث - (خط و کتابت کورس)

یونٹ (11) دعوت دین

شعبہ اسلامی خط و کتابت کورسز
دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
پوسٹ بکس نمبر 1485 اسلام آباد
فون: 9261751-54
فیکس: 261648, 250821
ای میل: dawah@isb.compol.com

نام کورس	....	مطالعہ حدیث
یونٹ نمبر	....	11
مؤلف	....	مولانا حبیب الرحمان
ناشر	....	دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد' پاکستان
مطبع	....	ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد
سن اشاعت	....	2000ء - 1421ھ

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	
تعارف	۷
آیات قرآنی	۸
احادیث نبوی	۹
دعوت دین کی اہمیت	۹
برائی کو مٹانے کے مختلف درجے	۱۱
برائی سے منع نہ کرنے کا انجام	۱۲
نبی ﷺ کی دعوت کیا تھی؟	۱۳
ہر شخص اصلاح کا ذمہ دار ہے	۱۴
نہی عن المنکر .... ایک فریضہ	۱۵
پڑوسی کو دین کی تعلیم دینا	۱۶
کسی ملامت کی پرواہ کیے بغیر دعوت کا کام	۱۸
اجتماعی تباہی	۱۹
بدترین جانشین	۱۹
اچھائی کو فروغ دینے کا غیر معمولی اہتمام	۲۰
بہترین جہاد	۲۱
قول وفعل کے تضاد کا عبرتناک انجام	۲۲
کرنے کا کام	۲۳
دین' نام ہی خیر خواہی کا ہے	۲۴

دعوت کی کامیابی...... آزمائشوں کی راہ سے	۲۴
حکمت تبلیغ واصلاح	۲۶
ا۔ دین کو آسان انداز میں پیش کیا جائے	۲۶
ب۔ وعظ ونصیحت کا حکیمانہ طریقہ	۲۶
ج۔ بات کو خوب واضح کرنا چاہیے	۲۷
د۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے	۲۷
ر۔ تجدید واحیاء دین کی سعی	۲۸
س۔ عفوودرگزر داعی کا ہتھیار ہے	۲۹
خلاصہ	۳۰
دعوت دین کے لیے حکمت	
فہرست مراجع	۳۲

پیش لفظ

انیسویں اور بیسویں صدی میں غیر مسلم اور مسلم مستشرقین کے ذہن جن بنیادی مسائل کے حل میں مصروف رہے ان میں حدیث کی تاریخی اور تشریعی حیثیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ ان کی یہ دلچسپی ایک لحاظ سے ان کے پیش رو مستشرقین کی سرگرمیوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب تحقیق کا موضوع سابقہ محققین کی طرح شخصیت اور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی' غزوات اور سیاسی اصلاحات کے بارے میں سوالات اٹھانا اور شکوک و شبہات کو پیدا کرنا نہ رہا بلکہ اب خود حدیث' اس کی جمع و تدوین' اس کی ثقاہت اور تاریخی و تشریعی حیثیت کو بنیادی موضوع بنایا گیا چنانچہ Guillau me, Goldzeha اور sehacht نے دین اسلام کے دو بنیادی ماخذ میں سے ایک کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے مغربی ذرائع علم اور اپنے زیر تربیت مسلم محققین کو بڑی حد تک یہ بات باور کرادی کہ حدیث کی حیثیت ایک غیر معتبر تاریخی بلکہ قیاسی بیان کی سی ہے' اس میں مختلف محرکات کے سبب تعریفی و تنو صیفی بیانات کو شامل کر لیا گیا ہے اور بہت سی گردش کرنے والی افواہوں کو جگہ دے دی گئی ہے۔ ان انتہا پسندانہ تصورات کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ بعض اصطلاحات حدیث (مثلاً صحیح' حسن' ضعیف) کا اس طرح ترجمہ کر کے پیش کیا گیا جس سے تاثر ملے کہ احادیث کے مجموعوں میں گویا ہر قسم کی سنی سنائی کہانیاں اور قصے شامل ہیں۔

ان تمام غلط فہمیوں اور بعض اوقات شعوری طور پر گمراہ کرنے کی ان کوششوں سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ دینی علوم سے غیر متعارف ذہن اس نہج پر سوچنا شروع کر دیں کہ ایک مسلمان کے لیے زیادہ محفوظ یہی ہے کہ وہ قرآن کریم پر اکتفا کر لے اور حدیث کے معاملہ میں پڑ کر بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان نہ کرے۔ اسی گمراہ کن طرز عمل کے نتیجہ میں بعض حضرات اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے لگے۔

ہمارے خیال میں یہ دین اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانے کی ایک سوچی سمجھی حکمت عملی تھی۔ اس غلط فکر کی اصلاح الحمد للہ امت مسلمہ کے اہل علم نے بروقت کی اور اعلی تحقیقی و علمی سطح پر ان شکوک و شبہات کا مدلل' تاریخی اور عقلی جواب فراہم کیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے مطالعہ حدیث کورس ایک ایسی طالب علمانہ کوشش ہے جس میں مستند اور تحقیقی مواد کو سادہ اور مختصر انداز سے ۲۴ دروس (Units) میں مرتب کیا گیا ہے اس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان میں :

مفہوم و معنی	مصطلحات
تاریخِ تدوین	عقائد
ارکان اسلام	اخلاقی تعلیمات

وغیرہ شامل ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ان دروس کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکیں اور مستند اسلامی مآخذ کی مدد سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ کریں جو بعض مستشرقین نے پھیلائے ہیں اور علوم حدیث' یا حدیث کے بارے میں مثبت اور مصدقہ معلومات ان طالبان علم تک پہنچائیں جو باقاعدہ دینی مدارس و جامعات میں حدیث کے موضوع پر تعلیم و تحقیق کے لیے وقت نہیں نکال سکتے۔

ان دروس کو معروف و مستند عالم دین مولانا حبیب الرحمٰن ریسرچ فیلو' شریعہ اکیڈمی اسلام آباد نے تحریر کیا ہے۔ تمام دروس پر دعوۃ اکیڈمی کے محققین مولانا رضا احمد صاحب اور مولانا محمد احمد زبیری صاحب نے دیدہ ریزی کے ساتھ نظر ثانی کی ہے اور ان کی اردو ادارت کے فرائض دعوۃ کے ایڈیٹر جناب محمد شاہد رفیع نے انجام دیئے ہیں۔ ان دروس کی تیاری میں شعبہ تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر محمد جنید ندوی صاحب کی شبانہ روز محنت یقیناً لائق تحسین ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دعوت دین کی یہ کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو گی اور دین کی تعلیم کے فہم میں آسانی پیدا کرے گی۔

ان دروس میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے ان پر متعلقہ حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ طالبان علم براہ راست ان مصادر کا مطالعہ بھی کر سکیں۔ ہر یونٹ کے ساتھ سوالات بھی درج ہیں جن کے جوابات کو جانچنے کے بعد دعوۃ اکیڈمی کورس مکمل کرنے والوں کو سرٹیفیکیٹ جاری کرے گی۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشورے اور تنقید و تبصروں سے ہمیں ان اسباق کو مزید بہتر بنانے میں غیر معمولی امداد ملے گی اس لیے بلا تکلف اپنی رائے' تنقید و مشورے سے ہمیں مطلع کریں۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈائریکٹر جنرل
دعوۃ اکیڈمی

تعارف

یہ مطالعہ حدیث خط و کتابت کورس کا گیار ہواں یونٹ ہے' اس کا موضوع ''دعوت دین'' ہے۔ اس میں دعوت دین کا مفہوم' وسعت و جامعیت' وجوب و اہمیت' حدود و آداب' شرائط' ماننے والوں سے اس کے مطالبات' اس کی راہ میں کامیابی اور ناکامی کا مفہوم اور دعوت و تبلیغ کا حکیمانہ طریقہ جیسے اہم موضوعات پر احادیث کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں سے جو کام لینا چاہتا ہے اور ان پر جو عظیم ذمہ داری ڈالتا ہے اس کے لیے قرآن و حدیث میں بہت سی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جیسے دعوت الی اللہ انذار و تبشیر' شہادت علی الناس' اقامت دین' اعلائے کلمۃ اللہ' تواصی بالحق' تعاون علی البر' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ' گو کہ ان اصطلاحات کے درمیان معمولی فرق و اختلاف ہے' کسی میں اس کام کا کوئی ایک خاص پہلو نمایاں ہے اور کسی میں دوسرا پہلو زیادہ واضح ہے اور کسی کا مفہوم محدود ہے اور کسی کا وسیع ہے لیکن در حقیقت یہ ایک ہی مقصد اور کار عظیم کی مختلف تعبیریں ہیں جس کے لیے قرآن و حدیث میں موقع محل کی مناسبت سے مختلف تعبیریں اختیار کی گئیں ہیں۔

اس یونٹ کے مطالعہ سے آپ کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ دعوت الی اللہ کار انبیاء ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی بے شمار آیات اور احادیث نبوی کے مفہوم کو بھی آپ بخوبی سمجھ سکیں گے اور اپنے آپ کو اس کام کے لیے تیار کر سکیں گے جو امت کے ہر فرد کا حسب استطاعت فریضہ ہے۔ آج اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کے نتیجہ میں امت کے اندر جو گمراہی اور فساد پیدا ہو گیا ہے اس کو دور کرنے میں بھی آپ اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات قرآنی

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط

(المائدہ۵ : ۶۷)

اے پیغمبرؐ ''جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا''۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط

(البقرۃ۲ : ۱۴۳)

''اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک ''امت وسط'' بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔''

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ٥ (النحل ۱۶ : ۱۲۵)

اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو' تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ٥ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ٥ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ج وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ٥ (حٰمٓ السجدۃ۴۱ : ۳۳۔۳۵)

''اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتے تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے بڑے صاحب نصیب ہیں۔''

احادیث نبوی

دعوت دین کی اہمیت :

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ : ان اول ما دخل النقص علی بنی اسرآئیل انه کان الرجل یلقی الرجل فیقول: یاهذا اتق الله و دع ماتصنع فانه لا یحل لك ثم یلقاه من الغد وهو علی حاله فلا یمنعه ذلك ان یکون اکیله وشریبه وقعیده فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض، ثم قال "لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود و عیسیٰ ابن مریم ذالك بما عصوا وکانو یعتدون کانوا لا یتنا هون عن منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون تری کثیرا منهم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم" الی قوله فاسقون ثم قال: کلا والله لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر ولتا خذن علی ید الظالم ولتاطرنه علی الحق اطرا و لتقصرنه علی الحق قصرا اولیضربن الله بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعنکم کما لعنهم " رواه ابوداود، والترمذی وقال حدیث حسن، هذا لفظ ابی داود. (ابوداوٗد ، ترمذی: کتاب الفتن)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں پہلی خرابی یہ شروع ہوئی کہ جب کوئی آدمی دوسرے آدمی سے ملتا تو کہتا اے شخص اللہ سے ڈر اور جو کام تو کر رہا ہے وہ چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے پھر اگلے دن اس سے ملتا اور وہ اپنے سابق حال پر ہی ہوتا تو یہ (یعنی گناہ پر اس کا اصرار) اس (نصیحت کرنے والے) شخص کو اس کا ہم پیالہ و ہم نوالہ اور شریک مجلس ہونے سے نہ روکتا۔ پس جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو یکساں کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے (سورۃ المائدہ کی آیات ۷۸ تا ۸۱ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ یہ ہے) "بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا، برا طرز عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔ آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لیے کی ہے، اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے۔ مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔ پھر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ایسا ہرگز نہیں (جیسا کہ تم نے خیال کیا) خدا کی قسم تم ضرور نیکی کا حکم

کرو اور برائی سے روکو اور ظالم کا ہاتھ پکڑو اور ان کو زبردستی حق پر روکو اور ان کو حق پر مجبور کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر لگادیں گے اور تم پر لعنت کریں گے جیسا کہ ان پر کی۔ یہ الفاظ ابوداؤد میں نقل ہوئے ہیں۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قوموں کے بگاڑ اور انحطاط کا ایک بڑا سبب امت کے صلحاء کا دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم ترین فریضہ کو ترک کرنا ہے۔

۲۔ بگاڑ کی بدترین شکل یہ ہے کہ لوگ برائی سے نفرت نہ کریں اور ان میں اس قدر غیرت ایمانی بھی نہ رہے کہ انہیں اللہ کی حدود کو پامال کرنے والوں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بننے میں بھی کوئی باک نہ ہو اور دل سے بھی ان لوگوں کو برا نہ سمجھیں۔

۳۔ جب تک امت مسلمہ میں ایک دوسرے کی اصلاح کا جذبہ موجود ہوگا اس کی اصلاح کی راہیں کھلی رہیں گی اور بڑی سے بڑی غلطی کے بعد بھی یہ امت سنبھل جائے گی لیکن اگر یہ جذبہ ختم ہو جائے گا تو اصلاح حال کی تمام راہیں بند ہو جائیں گی اور ظاہر ہے کہ یہ تباہی و بربادی کا راستہ ہے۔

۴۔ اسلام معاشرے میں ایسی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اس کے اندر خیر کو نشوونما ملتی رہے اور شر کو پھیلنے کے مواقع حاصل نہ ہوں، اگر آدمی نیکی کی طرف بڑھنے کا ارادہ کرے تو ہر قدم پر اسے محسوس ہو کہ پورا معاشرہ اس کی پشت پر ہے اور اس کے ساتھ چل رہا ہے اس کے برعکس جب وہ بدی کے راستہ پر چلنا چاہے تو ماحول میں اجنبی بن جائے اور کوئی اس کا ساتھ دینے والا نہ رہے۔

عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال: یاایها الناس انکم تقرؤن هذه الایة "یاایها الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم" وانی سمعت رسول اللهﷺ یقول: ان الناس اذا راوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیه اوشك ان یعمهم الله بعقاب منه". (ابو داؤد : کتاب الملاحم)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! بے شک تم اس آیت کو پڑھتے ہو "**یاایها الذین امنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اهتدیتم**""اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو تم کو نقصان نہ پہنچائے گا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پا چکے ہو" میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو ظلم کرتے دیکھیں لیکن پھر اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان پر اپنا عام عذاب بھیج دے۔

مفہوم:

۱۔ آیت کے الفاظ سے بظاہر شبہ ہوتا تھا کہ دعوت دین اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صرف یہ کہ

واجب نہیں بلکہ اس کی ضرورت ہی نہیں اور نجات کے لیے اپنے نفس کی اصلاح و تربیت کافی ہے تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت کا مفہوم یہ نہیں ہے۔

۲۔ در حقیقت اس آیت میں ان اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے جو کفر و شرک کے ماحول میں حق پر ثابت قدم تھے اور مسلسل دعوت دین کا کام انجام دے رہے تھے اور جنہیں مستقل یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ ان کی جدوجہد کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل رہا' انہیں یہ حوصلہ دیا جارہا ہے کہ اگر تم سیدھی راہ پر ثابت قدم رہو اور اپنا فریضہ انجام دیتے رہو تو زاہ راست سے بھٹکنے والے تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

برائی کو مٹانے کے مختلف درجے :

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ: من رأى منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه و ذالك أضعف الايمان.(صحيح مسلم: كتاب الايمان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے' اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

مفہوم :

۱۔ شریعت کے خلاف ہر عمل کو مٹانا اور روکنا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔

۲۔ اس روکنے اور مٹانے کے تین درجے ہیں

الف۔ ہاتھ کے ذریعہ سے یعنی طاقت سے روکنا اور مٹانا۔

ب۔ زبان سے منع کرنا۔

ج۔ دل میں برا جاننا۔

۳۔ اصولی طور پر چونکہ حکومت کے پاس طاقت ہوتی ہے اس لیے اس کا فرض ہے کہ وہ ہر خلاف شرع عمل کو طاقت سے روکے اور اس کی جگہ نیکی کو قائم کرے۔ عام افراد کا اپنے اپنے دائرہ کار میں عملاً (ضروری نہیں طاقت کے ذریعہ سے ہو) برائی کو روکنا اسی زمرے میں آتا ہے۔

۴۔ لوگوں کو منکرات سے زبانی منع کرنا' نیکی کی ترغیب دینا' بذریعہ تحریر نیک خیالات پھیلانا اور فاسد نظریات کا توڑ کرنا' دوسرے درجے میں آتا ہے۔

۵۔ جو لوگ ان دونوں ذرائع کی ہمت و طاقت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ برائی کو برائی تو سمجھیں اور اس کو

تبدیل کرنے کے لیے دعا ہی کر لیا کریں۔

برائی سے منع نہ کرنے کا انجام:

عن عدی بن عمیر رضی الله یقول سمعت رسول اللهﷺ یقول: ان الله لا یعذب العامة بعمل الخاصة حتی یروا المنکر بین ظھرا نیھم وھم قادرون علی أن ینکروه فلا ینکرونه فاذا فعلوا ذالك عذب الله الخاصة والعامة. (مسند احمد، مرویات عدی بن عمیر)

عدی بن عمیر رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ کو فرماتے سنا ہے: "اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل (بد) کی وجہ سے اس وقت تک عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا جب تک کہ وہ مٹانے کی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے (معاشرہ) میں برائی ہوتے دیکھ کر اسے نہ مٹائیں۔ جب لوگ ایسا رویہ اختیار کر لیں تو پھر اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مفہوم:

ا۔ قوموں کے عروج کا زمانہ وہ ہوتا ہے جس میں وہ اپنی اجتماعی زندگی سے برائیوں اور خرابیوں کو دور کر دیتی ہیں اور نیکی کے فروغ کے لیے برابر سرگرم رہتی ہیں، لیکن جب اس کام میں جمود طاری ہو جاتا ہے تو خدائی قانون یہ ہے کہ وہ قوم اپنی زندگی کھو دیتی ہے، زوال کی طرف بڑھنے لگتی ہے اور بحیثیت قوم دھیرے دھیرے تباہ ہو جاتی ہے۔

۲۔ جب قوموں پر خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو بروں کے ساتھ ان نیکو کاروں کو بھی پیس کر رکھ دیتا ہے جو اصلاح کا کام نہیں کرتے، ہاں اصلاح کرنے والے عذابِ عام سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قیل یا رسول الله متی یترك الأمر بالمعروف و النھی عن المنکر قال اذا ظھر مافیکم ما ظھر فی الأمم قبلکم، قلنا یا رسول الله وما ظھر فی الامم قبلنا قال: الملك فی صغارکم والفاحشة فی کبارکم والعلم فی رذالکم (سنن ابن ماجه: کتاب الفتن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ سے دریافت کیا گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں بھی وہی (خرابیاں) ظاہر ہونے لگیں جو سابقہ قوموں میں تھیں، ہم نے عرض کیا کہ سابقہ قوموں میں کیا خرابیاں ظاہر ہوئی تھیں؟ تو آپﷺ نے فرمایا: جب تم میں پست ذہنیت کے لوگ حکمران بن جائیں گے، بڑوں میں بے حیائی پھیل جائے گی اور گھٹیا قسم کے لوگوں کے

پاس علم رہ جائے گا۔

مفہوم :

۱۔ یعنی جب معاشرے کی بڑی بڑی قدریں ہی بدل جائیں گی تو لوگ اس اہم فریضہ کو بھی ترک کر دیں گے۔

۲۔ اس حدیث میں امت کے انحطاط اور اس کے اسباب کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے اور ان خرابیوں سے اپنے معاشرے کو بچانے کی کوشش کرنا چاہیے۔

نبی ﷺ کی دعوت کیا تھی ؟

عن عمرو بن عبسة رضي الله عنه قال دخلت على النبي ﷺ بمكة يعني في اول النبوة فقلت ما أنت؟ قال نبي فقلت: وما نبي؟ قال: أرسلني الله تعالىٰ، فقلت: بأي شي أرسلك قال أرسلني بصلة الأرحام، وكسر الاوثان و أن يؤحد الله لا يشرك به شيء. (صحيح مسلم: كتاب الايمان)

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : میں نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے ابتدائی زمانہ میں آپؐ کے پاس مکہ میں گیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : میں نبی ہوں، میں نے پوچھا کہ : نبی کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا پیغام دے کر اس نے آپ ﷺ کو بھیجا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دوں، بت پرستی ختم کر دوں اور یہ کہ اللہ کی توحید اختیار کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

مفہوم :

۱۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی دعوت کی بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں۔

۲۔ بندے اور رب کے درمیان صحیح تعلق کی بنیاد توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اقتدار میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور صرف اسی کی عبادت اور اطاعت کی جائے۔

۳۔ انسانوں کے درمیان صحیح تعلق کی بنیاد باہمی اخوت و محبت اور حقیقی بھائی چارے کی فضا ہے اور بالخصوص عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک معاشرتی تعلقات کی بنیاد ہے۔

عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: اوحى الله عزوجل الى جبرئيل عليه السلام أن أقلب مدينة كذا وكذا باهلها فقال يارب أن فيهم عبدك فلانا لم يعصك طرفة عين قال

فقال قلبها علیه علیهم فان وجهه لم یتمعر فی ساعة قط. **(البیهقی: شعب الایمان)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ : اللہ عزوجل نے حضرت جبریل کو وحی کی کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دو' اس پر حضرت جبریل نے کہا پروردگار! اس میں تیرا فلاں بندہ ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے تیری نافرمانی نہیں کی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اس شہر کو اس شخص اور باقی لوگوں سمیت الٹ دو کیونکہ (شہر میں نافرمانی ہوتی رہی لیکن) میری خاطر ایک لمحے کے لیے بھی اس کے چہرے کا رنگ متغیر نہیں ہوا۔

مفہوم :

۱۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب یا تو کسی قوم کے ان لوگوں پر آتا ہے جو منکرات میں مبتلا ہوں یا ان لوگوں پر جہاں قوم کی اکثریت بدکردار ہو جائے اور منکرات کو مٹانے کی طاقت رکھنے والے بھی ان کو مٹانے کی کوشش نہ کر رہے ہوں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں بروں کے ساتھ بھلے بھی آجاتے ہیں۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ دنیا کو راہ ہدایت دکھانے والے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ہے **ثم ننجی رسلنا والذین آمنوا کذلك**' (یونس ۱۰ : ۱۰۳)(پھر ہم عذاب سے بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے)

ہر شخص اصلاح کا ذمہ دار ہے :

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ: الا کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته' فالا مام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته' والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته' والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده وهی مسئولة عنهم. **(بخاری' مسلم: کتاب الصلوٰة)**

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : سنو! تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی جو اس کی نگرانی میں دیئے گئے ہیں۔ پس امیر جو لوگوں کا نگران ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی اور مرد اپنے گھر والوں (بیوی بچوں) کا نگران ہے' اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی بیوی اپنے شوہر کے گھر اور شوہر کی اولاد کی نگران ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی۔"

مفہوم :

۱۔ نگران سے مراد وہ شخص ہے جو اصلاح اور تربیت کا ذمہ دار ہے۔

۲۔ ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر کی اصلاح وتربیت میں اپنا کردار ادا کرے اور انہیں بگڑنے سے بچائے۔

۳۔ حکمرانوں سے بھی اصلاح میں غفلت برتنے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حساب کے دن باز پرس ہو گی۔ اسی طرح والدین سے اولاد کی اصلاح اساتذہ سے شاگردوں کی اصلاح' شوہر سے بیوی کی اصلاح اور کسی ادارے کے سربراہ اس ادارہ کی اصلاح میں کوتاہی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کرنا ہو گی۔

نہی عن المنکر......ایک فریضہ :

عن النعمان بن بشير قال' قال رسول اللهﷺ مثل المدهن في حدود الله والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة' فصار بعضهم في اسفلها وصار بعضهم اعلاها' فكان الذى في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتأذوابه ' فاخذ فأسا' فجعل ينقر اسفل السفينة' فاتوه فقالوا مالك؟ قال تاذيتم بي ولا بُدّلي من الماء' فان اخذو على يديه انجوه ونجّو انفسهم' وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم (صحيح بخارى: كتاب الشهادات' كتاب الشركة)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : "وہ شخص جو اللہ کے احکام کو توڑتا ہے اور وہ جو اللہ کے احکام کو پامال ہوتے ہوئے دیکھتا ہے مگر ایسا کرنے والے کو ٹوکتا نہیں' بلکہ اس کے ساتھ رواداری برتتا ہے' ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ لوگوں نے ایک کشتی لی اور قرعہ ڈالا' اس کشتی میں مختلف درجے ہیں اوپر نیچے' چند آدمی اوپر کے حصہ میں بیٹھے اور چند نچلے حصہ میں' تو جو لوگ نچلے حصہ میں بیٹھے تھے' وہ پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرتے تا کہ سمندر سے پانی بھریں تو اوپر والوں کو اس سے تکلیف ہوتی آخر کار نیچے کے لوگوں نے کلہاڑی لی اور کشتی کے پیندے کو پھاڑنے لگے' اوپر کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا تم یہ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پانی کی ضرورت ہے اور سمندر سے پانی اوپر جا کر ہی بھرا جا سکتا ہے اور تم ہمارے آنے جانے سے تکلیف محسوس کرتے ہو تو اب کشتی کے تختوں کو توڑ کر دریا سے پانی حاصل کریں گے۔ نبی ﷺ نے یہ مثال بیان کر کے فرمایا : اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اور سوراخ کرنے سے روک دیتے ہیں تو انہیں بھی ڈوبنے سے بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے۔ اور اگر وہ انہیں ان کی حرکت سے نہیں روکتے اور چشم پوشی اختیار کرتے ہیں تو انہیں بھی ڈبوئیں گے اور خود بھی ڈوبیں گے۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث میں بڑے خوبصورت پیرائے اور تمثیل کے انداز میں نبی ﷺ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جب کسی قوم میں برائی کو مٹانے والے طاقت رکھنے کے باوجود اس فرض کو ترک کر دیتے ہیں تو نہ صرف وہ قوم تباہ ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ خود بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ یہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جو صحیح معنی میں خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی کے اندر تڑپ نہیں ہے اور وہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے بے چین نہیں ہے تو اس کا ایمان خطرے میں ہے کیونکہ غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ کوئی مومن ٹھنڈے پیٹوں اللہ کی حدود اور اس کے قوانین کا پامال ہونا برداشت نہ کرے۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے قومی بگاڑ اور تباہی کے بنیادی اسباب میں یہی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اس فریضہ کو ترک کر دیا تو خدا کی نظر عنایت ان سے پھر گئی اور وہ لعنت کے مستحق قرار پائے۔

پڑوسی کو دین کی تعلیم دینا:

خطب رسول اللہ ﷺ ذات یوم فاثنی علی طوائف من المسلمین خیرا ثم قال، ما بال اقوام لا یفقھون جیرانھم ولا یعلمونھم ولا یعظونھم وما بال اقوام لا یتعلمون من جیرانھم ولا یتفقھون ولا یتعظون؟ واللہ لیعلمن قوم جیرانھم ویفقھونھم ویامرونھم وینھونھم ولیتعلمن قوم من جیرانھم ویتفقھون ویتعظون او لاعاجلنھم العقوبۃ ثم نزل، فقال قوم من ترونہ عنی بھؤلاء؟ قالوا الا شعریین، ھم قوم فقھاء ولھم جیران جفاۃ من اھل المیاہ والاعراب، فبلغ ذالک الاشعریین فاتوا رسول اللہ ﷺ، قالوا، یا رسول اللہ ﷺ ذکرت قوما بخیر و ذکرتنا بشر فما بالنا، فقال لیعلمن قوم جیرانھم ولیعظنھم ولیامرنھم ولینھونھم ولیتعلمن قوم من جیرانھم ویتعظن ویتفقھن او لاعاجلنھم العقوبۃ فی الدنیا، فقالوا یا رسول اللہ ﷺ انفطن غیرنا؟ فاعاد قولہ علیھم فاعادواقولھم انفطن غیرنا؟ فقال ذاک ایضاً، فقالوا امھلنا سنۃ فامھلھم سنۃ لیفقھوھم ویعظوھم، ثم قرء رسول اللہ ﷺ ھذہ الایۃ،

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل (المائدہ ۵ آیت ۷۸) (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی پھر فرمایا "کیوں ایسا ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دینی سمجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں تعلیم نہیں دیتے اور دین نہ جاننے کے عبرتناک نتائج انہیں نہیں بتاتے اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور کیوں ایسا ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے

دین نہیں سیکھتے اور دینی سمجھ نہیں پیدا کرتے اور دین نہ جاننے کے عبر تناک نتائج نہیں معلوم کرتے ؟" خدا کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً تعلیم دیں' ان کے اندر دینی سمجھ پیدا کریں' انہیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنا ہوگا' دین کی سمجھ پیدا کرنی ہوگی اور ان کے وعظ و نصیحت کو قبول کرنا ہوگا' ورنہ میں انہیں بہت جلد سزا دوں گا" پھر آپ منبر سے اتر آئے اور تقریر ختم کر دی۔ سامعین میں سے کچھ لوگوں نے کہا۔ " یہ کون لوگ تھے جن کے خلاف آپ ﷺ نے تقریر فرمائی۔" دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا روئے سخن قبیلہ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کی سمجھ رکھتے ہیں اور ان کے پڑوس میں چشموں پر رہنے والے دیہاتی اجڈ لوگ ہیں۔ جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا : " اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی تقریر میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا تو ہم سے کیا قصور سرزد ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً تعلیم دیں انہیں وعظ و نصیحت کریں' اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں' اس طرح لوگوں کو اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنا ہوگا وعظ و نصیحت کو قبول کرنا ہوگا اور اپنے اندر دینی سمجھ پیدا کرنی ہوگی ورنہ میں ان لوگوں کو بہت جلد دنیا میں سزا دوں گا۔ تو اشعریین نے کہا : اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوسروں میں سمجھ پیدا کریں (یعنی کیا تعلیم و تبلیغ بھی ہماری ذمہ داری ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ بھی تمھاری ذمہ داری ہے۔ تو ان حضرات نے کہا : ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے پڑوسیوں میں دینی سمجھ پیدا کرینگے اور احکام بتائیں گے' اس کے بعد نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی "لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ....... الآیہ " بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔"

مفہوم :

۱۔ اس حدیث میں نبی ﷺ نے دعوت کا طریقہ اور دعوت دینے میں حکیمانہ اسلوب کی بھی نشاندہی فرمادی کہ اپنے بیوی بچوں کی تعلیم وتربیت کے بعد سب سے مقدم حق پڑوسی کا ہے۔

۲۔ ہر شخص اپنے ماحول سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ اور ماحول کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے نبی ﷺ نے سب سے قریبی ماحول کو بدلنے کی تلقین فرمائی کیونکہ وہ برائی جو تمہارے دروازے پر دستک دے رہی ہے وہ کل تمہارے گھر میں بھی داخل ہو سکتی ہے۔

۳۔ اپنے پڑوس کی اصلاح در حقیقت اپنی اصلاح ہے اور اس میں اپنا فائدہ ہے۔

۴۔ وسیع تر مفہوم میں تمام اہل محلہ پڑوس کے حکم میں ہیں۔

کسی ملامت کی پرواکیئے بغیر دعوت کاکام :

عن ابی الولید عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال بایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعۃ: فی العسر و الیسر' والمنشط والمکرہ' وعلی اثرۃ علینا' وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ تعالیٰ فیہ برھان' وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی اللہ لومۃ لآئم. (بخاری و مسلم: کتاب الامارۃ)

حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے تنگی اور آسانی کی حالت میں راحت اور تکلیف کی حالت میں (یعنی ہر حال میں) حکم سننے اور ماننے پر بیعت کی خواہ اس کا اثر ہم پر ہی پڑتا ہو' اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کے بارے میں (مسلمان) اہل حکومت سے نہ لڑیں۔ مگر یہ کہ کھلا ہوا کفر دیکھیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس دلیل ہو اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے۔ اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

مفہوم :

۱۔ مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے کے لیے اس حدیث میں نہایت ہی اہم ہدایات دی گئی ہیں' جن میں ایک اہم ہدایت یہ دی گئی کہ مسلمانوں کے مرکز کو متحد رکھنے کے لیے حکمرانوں کے خلاف اس وقت تک بغاوت نہ کی جائے جب تک وہ صریح کفر کا ارتکاب نہ کریں۔

۲۔ داعی کا اہم وصف یہ ہے کہ وہ کسی ملامت کی پرواکیئے بغیر اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔

عن ام المؤمنین ام سلمۃ ھند بنت ابی امیۃ حذیفۃ رضی اللہ عنھما عن النبی ﷺ : انہ یستعمل علیکم امرآء فتعرفون وتنکرون فمن کرہ فقد برئ ومن انکر فقد سلم ولکن من رضی وتابع قالوا یا رسول اللہ الا نقاتلھم؟ قال لاما اقاموا فیکم الصلوۃ' رواہ مسلم. (مسلم: کتاب الامارۃ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا عنقریب تم پر ایسے لوگ امیر بنائے جائیں گے کہ (جن کے) بعض (کاموں) کو تم پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند۔ پس جس نے ناپسند کیا وہ بری ہوا اور جس نے انکار کیا وہ بچ گیا۔ لیکن جو راضی ہوا اور ان کا شریک ہوا (اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ان سے جہاد نہ کریں۔ فرمایا نہیں جب تک وہ تمہارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔

مفہوم :

۱۔ بدی سے نفرت مومن کا سرمایہ ہے اور برائی کو برائی سمجھنا بھی ایمان کی نشانی ہے۔

۲۔ اس حدیث سے "نظام صلوٰۃ" کے قیام کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

اجتماعی تباہی :

عن ام المؤمنين ام الحكم زينب بنت جحش رضى الله عنها ان النبیﷺ دخل عليها فزعا يقول: لا اله الا الله ويل للعرب من شرقد اقترب فتح اليوم من ردم يا جوج وما جوج مثل هذه وحلق باصبعيه الابهام والتي تليها فقلت: يا رسول الله انهلك وفينا الصالحون؟ قال نعم اذا كثر الخبث. (متفق عليه: كتاب الفتن)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس (ایک روز) گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ فرمانے لگے لا اله الا الله۔ ہلاکت ہے عرب کے لیے اس برائی کی وجہ سے جو قریب آچکی۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سے اتنا حصہ کھول دیا گیا اور اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا کر دکھایا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب برائی بہت بڑھ جائے گی۔

مفہوم :

۱۔ یہاں نبی ﷺ نے یہ سنت الٰہی بیان کی ہے کہ جب بروں کی تعداد اچھوں کی تعداد پر غالب آجاتی ہے اور زندگی کے ہر گوشے میں بدی پھیل جاتی ہے تو پھر خدا کا قانون یہ ہے کہ اس قوم کو تباہ ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔

۲۔ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ موجود ہے ﴿**واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصه**﴾ (الانفال ۸ : ۲۵) "اس فتنے سے ڈرو جو مخصوص طور پر تم میں سے صرف انہی لوگوں کو لاحق نہیں ہوگا جنہوں نے ظلم کیا ہے" یعنی عام و خاص سب اس عذاب کی زد میں آئیں گے اور کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔

بدترین جانشین :

عن ابن مسعود رضى الله عنه أن رسول الله قال: ما من نبي بعثه الله في امة قبلي الا كان له

من أمته حواريون اصحاب يأخذرن بسنة ويقتدون بأمره ثم أنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مومن ومن جاهد هم بقلبه فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن و ليس وراء ذالك من الايمان حبة خردل. (مسلم:فضائل الصحابة)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں نبی مبعوث فرمایا تو اس کی امت میں سے کچھ لوگ نبی کے مخلص ساتھی ہوتے تھے جو اس کے طریقہ کو اختیار کرتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے پھر اس کے بعد کچھ ایسے نااہل لوگ پیدا ہوئے جو وہ بات کہتے تھے جس پر وہ خود عمل نہیں کرتے تھے اور ایسے کام کرنے لگے جن کا حکم نہیں تھا' پس جو شخص ان کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے' جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

مفہوم:

۱۔ اپنے اسلاف کے برے جانشین دعوت حق کے لیے باعث رسوائی ہوتے ہیں اور ان کا وجود ملت اسلامیہ' کے لیے کھلے دشمنوں سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

۲۔ امت مسلمہ کا دور اول مثالی دور ہے' اس مبارک دور میں دعوت دین کا کام جس اعلیٰ پیمانہ پر ہوا تربیت اور اصلاح کا کام بھی اس پیمانے پر کیا گیا' مدت دراز تک اس کے اثرات رہے اور پھر بتدریج کم ہوتے گئے۔

اچھائی کو فروغ دینے کا غیر معمولی اہتمام:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن النبیﷺ قال: ایاکم والجلوس فی الطرقات فقالوا یا رسول الله ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فیها فقال رسول اللهﷺ فاذا أبیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقه " قالوا وما حق الطریق یا رسول الله؟ قال غض البصر و کف الاذی وردالسلام والامر بالمعروف والنهی عن المنکر". (بخاری : باب المظالم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے لیے ان میں بیٹھے بغیر چارہ نہیں ہم وہاں ضروری باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کو اس کا حق دے دیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا' تکلیف دہ چیز کا (راستہ سے) ہٹانا اور سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول اللهﷺ رای خاتما من ذهب فی ید رجل فنزعه فطرحه وقال یعمد احدکم الی جمرة من نار فیجعلها فی یده فقیل للرجل بعد ما ذهب رسول اللهﷺ: خذ خاتمك انتفع به. قال: لا والله لا اخذه ابدا وقد طرحه رسول اللهﷺ.

(مسلم: کتاب اللباس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اس کے ہاتھ سے نکالا اور پھینک دیا اور فرمایا: تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا قصد کر سکتا ہے کہ اسے ہاتھ میں رکھ لے۔ رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد اس آدمی کو کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لے اور اس سے (پہننے کے علاوہ اور کوئی) نفع حاصل کر لے۔ کہنے لگا خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں لوں گا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پھینک دیا ہے۔

مفہوم:

۱۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت حق میں انسانی نفسیات کا پورا پورا لحاظ کیا ہے اور لوگوں کی ضروریات کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار کر پھینک دی کیونکہ سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لیے حرام ہے۔

عن حذیفة رضی الله عنه عن النبیﷺ قال: "والذی نفسی بیده لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر اولیوشکن الله ان یبعث علیکم عقابا منه ثم تدعونه فلا یستجاب لکم".

(ترمذی: کتاب الفتن)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور برائی سے روکو' ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے پھر تم اسے پکارو گے لیکن تمہاری فریاد نہیں سنی جائے گی۔

بہترین جہاد:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن النبیﷺ قال: افضل الجهاد کلمة عدل عند سلطان جائر". **(ابوداؤد: کتاب الجهاد)**

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین جہاد ظالم

بادشاہ کے سامنے عدل وانصاف کی بات کہنا ہے۔

مفہوم :

۱۔ جو شخص صاحب ایمان ہے اور دعوت و تبلیغ کی استطاعت بھی رکھتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ خیر کی طرف دعوت دے اور برائی سے منع کرے' اگر استطاعت نہیں ہے مثلاً جسمانی طور پر معذور ہے' یا دعوت کے نتیجہ میں خطرہ ہے تو ایسی صورت میں شرعاً معذور ہے لیکن یہ محض رخصت اور اجازت ہے۔

۲۔ عزیمت اور فضیلت کی راہ یہ ہے کہ آدمی اپنا سب کچھ کھو دے مگر خدا کے دین کو قائم کرنے اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے سے باز نہ آئے۔

۳۔ اظہار حق کے لیے جتنا بڑا خطرہ مول لے گا اتنا ہی اجر و ثواب کا مستحق ہو گا اسی لیے ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کو سب سے بڑا جہاد قرار دیا گیا ہے۔

قول و فعل کے تضاد کا عبرت ناک انجام :

قال الله تعالى: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (البقرة ۲ : ۴۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "کیا تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ کتاب پڑھتے ہو' کیا تم سمجھتے نہیں۔

وقال تعالى: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف ۶۱ : ۲)

نیز فرمایا : مسلمانو! ایسی بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک یہ بات کہ کہو جو کر کے نہ دکھاؤ۔

وعن ابی زید اسامة بن زید بن حارثة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: يؤتى بالرجل يوم القيامة فيلقى فى النار فتندلق اقتاب بطنه فيدور بها كما الحمار فى الرحا فيجتمع اليه اهل النار فيقولون: يا فلان مالك؟ الم تكن تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر؟ فيقول بلى كنت امربالمعروف ولا آتيه وأنهى عن المنكر و آتيه. (بخاری و مسلم:بدء الخلق)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز قیامت ایک آدمی لایا جائے گا پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور انہیں لے کر

وہ ایسے گھومے گا جیسے چکی میں گدھا گھومتا ہے تو اس کے پاس دوزخی اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں تجھے کیا ہو گیا؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ میں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود نیکی نہ کرتا تھا اور لوگوں کو برائی سے منع کرتا تھا مگر خود برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔

مفہوم :

۱۔ قول و فعل اور زندگی میں تضاد کا عبرت ناک انجام اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ دعوت الی اللہ در حقیقت اللہ کے دین کو قائم کرنے کا نام ہے، اتنا بڑا کام وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جن کی اپنی زندگیاں منکرات سے آلودہ نہ ہوں اور جو اپنے اوپر "معروف" کو قائم کر چکے ہوں۔

۳۔ دنیا میں کوئی اصلاح و تربیت کا کام بے عمل واعظوں نے نہیں کیا ہے بلکہ اس کے لیے باکردار لوگ مطلوب ہیں جو اپنی دعوت کا خود نمونہ ہوں۔

کرنے کے کام :

عن حرملة رضی الله عنه قلت یا رسول اللهﷺ، ماتامرنی به اعمل؟ قال ائت المعروف واجتنب المنکر، وانظر مایعجب اذنك ان یقول لك القوم اذاقمت من عندهم فأته، وانظر الذی تکره ان یقول لك القوم اذا قمت من عندهم فاجتنبه. **(بخاری: کتاب بدء الخلق)**

حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کن باتوں پر عمل کی تلقین فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ : نیکی پر عمل کرو اور برائی سے بچو، اور دیکھو اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جانے کے بعد تمہیں اچھے اوصاف سے یاد کریں تو تم اپنے اندر اچھے اوصاف پیدا کرو، اور جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو کہ تمہاری عدم موجودگی میں لوگ تمہارے بارے میں کہیں تو ان باتوں سے پرہیز کرو۔

مفہوم :

۱۔ دعوت کا کام کچھ خاص قسم کے اوصاف چاہتا ہے جس شخص میں یہ اوصاف ہوں گے وہ اس کام کو ٹھیک ٹھیک اپنے تمام حدود اور شرائط کے ساتھ کامیابی سے انجام دے سکے گا۔

۲۔ نبی ﷺ نے نہایت جامع ہدایت فرمائی کہ وہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرو جنہیں لوگ بعد میں بھی یاد کریں اور اپنے لیے نمونہ بنائیں۔

۳۔ اوران ناپسندیدہ عادات اور برے اخلاق سے اجتناب کرو جو ایک صاحب ایمان کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی طرف اس قسم کے اوصاف منسوب ہوں۔

دین نام ہی خیر خواہی کا ہے :

عن تمیم الداری رضی الله عنه أن النبیﷺ قال: الدین النصیحة ثلاثا قلنا لمن؟ قال لله ورسوله ولکتابه ولائمة المسلمین وعامتهم. (مسلم : کتاب الایمان)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی و خلوص کا نام ہے یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ ہم نے پوچھا کس کے لیے خلوص اور خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے اس کی کتاب کے لیے مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے سربراہوں کے لیے اور عام اہل اسلام کے لیے۔

مفہوم :

۱۔ نصیحت کا معنی مخلصانہ وفاداری اور بے لوث خیر خواہی ہے۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیر خواہی کا معنی یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی مخلصانہ وفاداری کی جائے۔

۳۔ کتاب اللہ کی خیر خواہی سے مراد اس پر عمل کرنا اور اس کا پیغام عام کرنا ہے۔

۴۔ حکمرانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ نیک امور میں ان سے تعاون کیا جائے اور ظلم سے ان کا ہاتھ روکا جائے۔

۵۔ عام اہل اسلام سے خیر خواہی کی بے شمار شکلیں ہیں اور خیر خواہی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ان کو نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے ان کو منع کیا جائے۔

دعوت کی کامیابی ______ آزمائشوں کی راہ سے :

عن خباب بن الارت قال: شکونا الی النبیﷺ وهو متوسد بردة له فی ظل الکعبة فقلنا: ألا تستنصرلنا ألا تدعوا الله لنا؟ قال کان الرجل فیمن قبلکم یحفرله فی الارض فیجعل فیها فیجاء بالمنشار فیوضع علی راسه فیشق بأثنین وما یصده ذالك عن دینه ویمشط بأمشاط الحدید مادون لحمه من عظم وعصب وما یصده ذالك عن دینه والله لیتمن الله هذا الامرحتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا الله اوالذئب علی غنمه ولکنکم تستعجلون. (بخاری: کتاب المناقب)

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اکرم ﷺ کعبہ کے سائے میں چادر سر

کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوئے تھے (اس زمانے میں مکہ والے بے پناہ ظلم و ستم مسلمانوں پر توڑ رہے تھے) ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد طلب نہیں کرتے؟ آپ ﷺ اس ظلم کے خاتمہ کی دعا نہیں کرتے؟ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں کسی کے لیے گڑھا کھودا جاتا' پھر اسے اس گڑھے میں کھڑا کیا جاتا' پھر آرا لایا جاتا اور اس سے اس کے جسم کو چیرا جاتا' یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو جاتے پھر بھی وہ دین سے نہ پھرتا' اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے' مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا اللہ کی قسم! یہ دین غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ سوار صنعاء (یمن) سے حضر موت تک سفر کرے گا اور راستہ میں اللہ کے سوا اسے کسی کا خوف نہ ہو گا' البتہ چرواہے کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری اٹھا کر نہ لے جائیں لیکن افسوس تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مفہوم:

۱۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے تیرہ سالہ مکہ کی زندگی کی تاریخ بڑی جامعیت سے اس حدیث میں بیان فرمادی ہے۔

۲۔ یعنی یمن سے لے کر بحرین و حضر موت تک کے وسیع علاقے میں دشمنان حق کا زور ٹوٹ جائے گا' فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا' امن و سلامتی کا دین چھا جائے گا اور اللہ کے بندے آزادی سے اللہ کی بندگی کی راہ پر چلیں گے۔

۳۔ آپ ﷺ نے صاف صاف بتادیا کہ صبر سے کام لو' وہ وقت آنے والا ہے جب سیاسی اقتدار اسلام کے ہاتھ میں آجائے گا اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی اور لوگ ہر طرح کے خوف و خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

حکمتِ تبلیغ واصلاح

ا۔ دین کوآسان انداز میں پیش کیا جائے :

عن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ: علموا ویسروا علموا"ویسروا ثلاث مرات واذا غضبت فاسکت مرتین۔ (الادب المفرد: باب یسکت اذا غضب)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: دین سکھلاؤ اور آسانی پیدا کرو' یہ بات آپﷺ نے تین بار فرمائی 'اور جب غصہ کا غلبہ ہو تو خاموشی اختیار کرو' یہ بات آپﷺ نے دو مرتبہ فرمائی۔

مفہوم :

ا۔ دعوت کا کام نہایت نازک اور مشکل کام ہے' کسی کے دل میں بات اتارنے اور اس کے خیالات وافکار کو بدلنے کے لیے انتہائی عزم و حوصلہ سے مسئلہ پر معقولیت اور ٹھنڈے دل سے بات کرنا چاہیے'

۲۔ یہ کسی جذباتی انسان کے کرنے کا کام نہیں ہے اس لیے غصہ میں خاموشی کی تلقین کی گئی ہے۔

۳۔ دین کوآسان پیرائے اور مناسب انداز میں پیش کرنا چاہیے تاکہ سمجھنے میں سہولت ہو۔

ب۔ وعظ ونصیحت کا حکیمانہ طریقہ :

عن شقیق قال کان عبد الله بن مسعود رضی الله عنه یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبدالرحمن لو دوت أنك ذکر تنا فی کل یوم قال اما أنه یمنعنی من ذالك أنی اکره ان أملکم وأنی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول اللهﷺ یتخولنا بها مخافة السامة علینا.

(بخاری : کتاب العلم)

حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے' ایک آدمی نے ان سے کہا : اے ابو عبدالرحمٰن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ نصیحت فرمایا کریں' انہوں نے کہا کہ اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں تم اکتا نہ جاؤ میں تمہیں روزانہ وقت نہیں دے سکتا۔ میں وعظ ونصیحت کے معاملہ میں اسی طرح تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح رسول اللہﷺ وعظ و نصیحت کے معاملہ میں ہمارا خیال رکھا کرتے تھے۔

مفہوم :

۱۔ دعوت میں اس حکمت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ مخاطب ذہنی طور پر بات سننے کے لیے تیار ہو اور بات اتنی طویل نہ ہو کہ وہ اکتا جائے اور اس کی دلچسپی بالکل ختم ہو جائے۔

۲۔ صحابہ کرام بھی دعوت میں انہی اصولوں کی پیروی کرتے تھے جو نبی اکرم ﷺ نے اختیار کئے تھے۔

ج۔ بات کو خوب واضح کرنا چاہیے :

عن انس رضی الله عنه قال كان النبی ﷺ اذاتكلم بكلمة اعادها ثلاثا حتى تفهم عنه و اذا أتى على قوم فسلم عليهم ثلاثا. (بخاری : كتاب العلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سمجھی جاسکے اور جب کسی قوم کے پاس آتے تو تین بار سلام کرتے۔

د۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے :

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثه الامن صدقة جارية اوعلم ينتفع به او ولد صالح يدعوله . (مسلم: كتاب العلم)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل باقی رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے (۳) ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

مفہوم :

۱۔ اگر والدین اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کریں اور اس قابل بنائیں کہ وہ ہوش سنبھالنے کے بعد اسلام کے مطابق زندگی گزار سکیں تو یہ ان کی شرعی ذمہ داری بھی ہے اور کار ثواب بھی ہے' مرنے کے بعد بھی ان کے نیک اعمال اور دعاؤں کا صلہ ملتا رہتا ہے۔

۲۔ بچوں کا سرپرست باپ ہے بنیادی ذمہ داری اس پہ عائد ہوتی ہے لیکن ماں کو بھی ایک طرح کی سرپرستی حاصل ہے اور بچہ اس کا اثر زیادہ قبول کرتا ہے اس لیے ہر ایک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

تجدید واحیاء دین کی سعی :

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ ﷺ: بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بداء فطوبٰی للغرباء.

(صحیح مسلم: کتاب الایمان)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین کی ابتدا اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدائی دور پھر لوٹ آئے گا۔ بشارت ہے اجنبیوں کے لیے۔

مفہوم :

۱۔ نبی ﷺ کی بعثت کے وقت جس طرح جاہلیت کا غلبہ تھا' ذہنوں پر غلط افکار چھائے ہوئے تھے اور اللہ کی بندگی کرنے والے اللہ کی زمین پر بہت تھوڑے تھے اور قرآن کا پیغام دنیا کو نرالا لگتا تھا' اسی طرح دوبارہ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے۔

۲۔ ان حالات میں احیاء دین کی سعی کرنے والے مصلحین اور بگاڑ کے اس ماحول میں قربانیاں دینے والوں کو نبی ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔

۳۔ دین کے ان اجنبی مسافروں کو وہ تمام مشکلات پیش آئیں گی جو حق کے ہر راہی کو پیش آتی ہیں' اسی سے آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ یہ کتنی کٹھن راہ تھی جس سے پہلے لوگ گزرے ہیں اور آئندہ بھی اسی راستہ سے گزرنا ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ! من تمسك بسنتی عند فسادامتی فلہ أجر مائۃ شھید (بیھقی: باب الاعتصام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما' اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

مفہوم :

۱۔ یہاں سنت سے کوئی ایک پہلو مراد نہیں ہے بلکہ پورا طریقہ حیات مراد ہے۔

۲۔ مشکل اور کٹھن حالات میں تجدید واحیاء دین (دین کے اصول کو از سر نو قائم کرنا معاشرہ میں ان کو رواج دینا) کے لیے کام کرنے والوں کا کام جس قدر عظیم ہے' اجر و ثواب بھی اسی قدر زیادہ ہے۔

عن ابن عمر أن رسول اللهﷺ قال: اقامة حد من حدود الله خیر من مطر اربعین لیلة فی بلاد الله. (ابن ماجه: کتاب الحدود)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا اللہ تعالیٰ کی آبادیوں میں چالیس رات کی بارش سے بہتر ہے۔

مفہوم:

۱۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس بابرکت نظام کی کسی ایک حد کو قائم کرنے کی یہ برکت ہے تو پورا نظام قائم کرنے کی برکات اور ثمرات کس قدر ہوں گی؟

۲۔ یہاں حدود اللہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کا نفاذ مراد ہے۔

س۔ عفوودرگزرداعی کا ہتھیار ہے:

عن ابن عباس فی قوله تعالی "ادفع بالتی هی أحسن" قال الصبر عند الغضب والعفوعند الاسائة' فاذا فعلوا عصمهم الله وخضع لهم عدوهم کانه ولی حمیم (بخاری: کتاب التفسیر)

ابن عباس رضی اللہ عنہ "ادفع بالتی" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: دعوت کا کام کرنے والے کو صابر اور بردبار ہونا چاہیے۔ لوگ اگر غصہ دلانے والی حرکات پر اتر آئیں تو اسے صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ لوگوں کی بداخلاقی پر ان کو معاف کر دینا چاہیے۔ اگر لوگ ایسا کریں تو اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا' وہ گہرا دوست اور پرجوش حامی بن جائے گا۔

مفہوم:

۱۔ دعوت کا کام وہی کر سکتا ہے جو اخلاقی حیثیت سے بہت بلند ہو' حلم وبردباری کا پیکر ہو' جو لوگوں کی غلطیوں کو معاف کر دے' جو ان کی زیادتیوں اور طعن وتشنیع کو برداشت کر سکے' پست اخلاق اور جذباتی انسان اسے انجام نہیں دے سکتے۔

۲۔ داعی کا کام یہ نہیں کہ وہ جاہلوں سے الجھ کر اپنا وقت ضائع کرے۔ جہاں بات کو سمجھنے کا جذبہ نہ ہو اور محض کٹ حجتی سے معقول دلیل کو رد کیا جا رہا ہو وہاں حکم یہ ہے کہ اعراض کرے اور خاموش ہو جائے۔

۳۔ عفوودرگزر اور صبر کا تعلق اخلاقیات سے ہے اس سے ہرگز مداہنت (کمزوری دکھانا) مراد نہیں ہے حقوق وفرائض میں نرمی سے شریعت کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس لیے عفوودرگزر کا تعلق حقوق وفرائض سے نہیں۔

خلاصہ

دعوت و تبلیغ کی اہمیت :

ا۔ دعوت و تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے کار نبوت کی تعبیر ٹھیک قرآنی تعبیر ہے' یہ کوئی محدود کام کی تعبیر نہیں ہے بلکہ یہ اس جدو جہد کو پوری طرح نمایاں کرتی ہے جو انبیاء اور ان کے جانشین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین کی راہ میں کرتے تھے اور یہی انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی تھا' جس شخص نے بھی قرآن و حدیث کا تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے وہ اس کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ دعوت حق کے کام کو مسلمانوں کا امتیازی وصف اور ان کی ملی توانائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

آج سے چودہ سو سال قبل انجام پانے والا کارنامہ دعوت دین کی جامع' مستند اور عملی تفسیر ہے' اس کارنامہ کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تین مختلف کاموں پر مشتمل ہے۔

ا۔ دعوت و تبلیغ

۲۔ جہاد فی سبیل اللہ

۳۔ اسلامی ریاست کا قیام

ان میں ہر کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دعوت دین ہے کیونکہ ان سب کا مقصد ایک ہی ہے یعنی معروف (نیکی) کا قیام اور منکر (برائی) کو مٹانا۔

دعوت دین کے لیے حکمت :

قرآن و سنت کے پیغام کو عام کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگ اسلام کی دعوت کو سمجھیں' اسے اپنائیں' اپنے تصورات و خیالات چھوڑ کر اسلام کے دیئے ہوئے تصورات و افکار کو اپنائیں اور انہیں عملاً اپنی زندگی میں جاری و ساری کریں' اس دعوت کے سلسلے میں ہمیں وہی طریق کار اپنانے کی کوشش کرنا ہوگی جو قرآن مجید میں تعلیم فرمایا گیا ہے یعنی یہ کہ حکمت اور عمدہ انداز سے اللہ کے راستے کی طرف دعوت دی جائے' تدریج اور فطری ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوگوں کے سامنے دین کے اولین بنیادی اصولوں کو اور پھر رفتہ رفتہ ان کے مقتضیات اور لوازم پیش کیے جائیں' کسی کو اس کی قوت ہضم سے بڑھ کر خوراک دینے کی کوشش نہ کی جائے۔ ہم فروع کو اصول پر اور جزئیات کو کلیات پر مقدم نہ کریں' بنیادی خرابیوں کو رفع کیے بغیر ظاہری برائیوں اور بیرونی شاخوں کو چھانٹنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں' غفلت اور اعتقادی و عملی گمراہیوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کے ساتھ نفرت اور کراہیت کا برتاؤ کرنے کے بجائے ایک طبیب کی سی ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ ان کے علاج

کی فکر کریں گالیوں اور پتھروں کے جواب میں دعائے خیر کرنا سیکھیں' ظلم اور ایذا رسانی پر صبر کریں' جاہلوں سے بحثوں اور مناظروں میں نہ الجھیں' جو لوگ حق سے بے نیازی کا رویہ اختیار کرتے ہیں انہیں چھوڑ کر ان سعید روحوں کو تلاش کریں جو نہ معلوم کتنی مدت سے حق کی تلاش میں سر گرداں ہیں۔

اپنی تمام سعی و کوشش میں نمود و نمائش سے بچیں' اس نیت اور یقین کے ساتھ دعوت کا کام کریں کہ ہمارا سارا عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں ہماری خدمات سے واقف ہے "نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا"۔

یہ کام غیر معمولی صبر' حلم اور لگاتار محنت چاہتا ہے' اس میں ایک مدت دراز تک مسلسل کام کرنے کے بعد بھی شاندار نتائج کی ہری بھری فصل لہلہاتی نظر نہیں آتی۔ یہاں کامیابی و ناکامی کے پیمانے دنیا کے دیگر پیمانوں سے بہت مختلف ہیں۔

یہ فرض ایک بڑے مقصد کے لیے سر انجام دیا جاتا ہے وہ یہ کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا کلمہ بلند ہو اور اس کے دین کا بول بالا ہو' انسان صرف اللہ کا بندہ بن جائے اور اسے تمام جھوٹے خداؤں سے نجات مل جائے' یہ بہت ہی مقدس اور عظیم کام ہے جو انبیاء اور رسول اپنے اپنے دور میں کرتے رہے ہیں۔ ہر نبی اور رسول کی بنیادی دعوت یہی رہی ہے کہ۔۔۔۔۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (۷: ۵۹)

"اے برادران ملت! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے"

اگر داعی کے دل میں اخلاص نہیں تو ہو سکتا ہے اس سے اس کے نفس کی تسکین ہو جائے اور دنیا میں اس کی تعریف بھی ہونے لگے لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے یہاں تو اخلاص کا یہ عالم ہونا چاہیے کہ

يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (ھود ۱۱: ۵۱)

اے میری قوم! میں اس (وعظ و نصیحت) کا تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو اس اللہ کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں"۔

واخر دعوانا ان الحمد لِلّٰہ رب العالمین' وصلی اللہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہٖ محمّد وعلٰی آلِہٖ واصحابہ اجمعین۔

فہرست مراجع

یونٹ نمبر11

۱۔ اصلاحی، امین احسن،	تزکیہ نفس	ملک سنز پبلیشرز، فیصل آباد	
۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل،	الجامع الصحیح	دارالفکر بیروت	۱۹۸۱ء
۳۔ جلال الدین، سید جلال الدین عمری	اسلام کی دعوت	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور	۱۹۹۲ء
۴۔ مسلم، مسلم بن حجاج،	صحیح مسلم،	دارلحدیث قاہرہ	۱۹۹۱ء
۵۔ مودودی، سید ابوالاعلی	تفہیم الاحادیث	ادارہ معارف اسلامی، لاہور	
۶۔ مودودی، سید ابوالاعلی	حکمت تبلیغ	اسلامک پبلی کیشنز، لاہور	
۷۔ ندوی، جلیل احسن	سفینہ نجات	ادارہ ترجمان القرآن	۱۹۹۵ء
۸۔ ندوی، جلیل احسن	راہ عمل،	ادارہ ترجمان القرآن	۱۹۹۵ء
۹۔ ندوی، جلیل احسن	زادراہ	ادارہ ترجمان القرآن	
۱۰۔ نعمانی، محمد منظور	معارف الحدیث	دارالاشاعت، اردوبازار، کراچی	